بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً

پیامِ تبلیغ

از

حضرت مولانا مولوی محمد قطب الدین عبد الوالی صاحب مدظلہٗ

(فرنگی محل لکھنؤ)

باہتمام خواجہ عبد الوحید
انتظامی پریس کانپور میں چھپا

"رحمۃ للعالمین" کا ہندی ترجمہ

آقائے دوعالم پیغمبر اسلام رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک میں جو جذب وکشش ہے مسلم تو درکنار وہ باخبر غیر مسلموں سے بھی پوشیدہ نہیں ہے اور اسی لئے چالاک و ہوشیار غیر مسلم پیغمبر اسلام کے متعلق غلط اور گھنونا لٹریچر شائع کر کے اپنے ہم مذہبوں میں ذات گرامی کے بارے میں نفرت و کھچاوٹ کے جذبات وخیالات پیدا کرتے رہتے ہیں۔ یہ لٹریچر زیادہ تر ہندی زبان میں شائع ہوتا رہتا ہے جس کی عام طور پر مسلمانوں کو خبر بھی نہیں ہوتی۔

انھیں حالات کو سامنے رکھتے ہوئے جمعیۃ تبلیغ الاسلام صوبہ متحدہ کانپور نے تجویز کیا کہ ہندی زبان میں سیرت پاک شائع کر کے ہندی داں ہندوؤں کے ہاتھوں میں بڑی تعداد میں پہنچائی جائے اور طے کیا کہ اس سلسلہ میں "رحمۃ للعالمین" کا ہندی ترجمہ کرایا جائے جو حضرت مولوی قاضی محمد سلیمان صاحب منصورپوری رح کی سیرت نبوی م پر مشہور و معروف مستند اور بلحاظ اختصار ایک بےمثل تالیف ہے چنانچہ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کے ورثا سے اجازت حاصل کرنیکے بعد خاص اہتمام کیساتھ اسکا ترجمہ کرایا گیا اور اب وہ زیر طبع ہے۔ سرمایہ کی دقتوں کے باعث اسے چند حصص میں شائع کرنا قرار پایا ہے چنانچہ ایک حصہ شائع ہو کر ہر حصۂ ملک کے کثیر التعداد پڑھے لکھے ہندوؤں کے ہاتھوں میں پہونچایا جاچکا ہے دوسرا زیر تکمیل ہے۔

تبلیغی نقطۂ نگاہ سے یہ ایک امر عظیم اور بہترین خدمت دین ہے پس جو دردمند مسلمان بھائی اپنے آقا و مولا اور پیارے رسول م کی سیرت پاک کو پھیلانے کا شرف اور اس خدمت دین کا اجر عظیم حاصل کرنا چاہیں وہ ذیل کے طریقوں سے جمعیۃ ہذا کا ہاتھ بٹائیں۔

(۱) اپنے گانوں قصبہ یا شہر کے ایسے پڑھے لکھے ہندوؤں کے نام وپتے صاف صاف لکھکر سکریٹری جمعیۃ تبلیغ الاسلام ناظر باغ کانپور کے پتہ پر ارسال فرمادیں جو "اسلام اور پیغمبر اسلام" سے موافقانہ یا مخالفانہ کسی قسم کی دلچسپی رکھتے ہیں۔

(۲) حسب مقدرت مالی امداد عطا فرمائیں۔

نوٹ :- جو رقوم اس مد میں موصول ہوں گی وہ اسی مد میں صرف کیجائیں گی۔ اور تفصیلی حساب ہر معطی کی خدمت میں بھیجدیا جائے گا۔

صدر۔ فقیر قطب الدین عبدالوالی (فرنگی محل) ناظم۔ محمد عبدالحی

جمعیۃ تبلیغ الاسلام صوبہ متحدہ کانپور

نحمدہ ونصلی [illegible] رسولہ [illegible]

مسلمان عموماً اپنے گرد [illegible] حالات سے بے خبر رہتے ہیں۔ وہ حالات کو خود جاننے کی بہت کم کوشش کر[illegible] اور اگر ان کو باخبر کیا جاتا ہے۔ تو ان میں سے اکثر ان حالات کو بہت جلد بھول جا[illegible] ہیں۔ چن[illegible] یہ رسالہ ان مسلمانوں کی واقفیت وآگاہی کے لئے مرتب کر کے شائع کیا جارہا [illegible] جمعیۃ تبلیغ الاسلام صوبہ متحدہ کانپور کے نام اور حالات سے بے خبر وناواقف ہیں یا واقفیت واطلاع کے باوجود سب کچھ بھول چکے ہیں۔

یہ رسالہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے نظر انداز کر دیا جائے یا سرسری نظر ڈال کر علیحدہ رکھ دیا جائے بلکہ ضرورت ہے کہ اسے شروع سے آخر تک پورے غور وخوض اور توجہ کے ساتھ پڑھا جائے۔ آج مسلمان جیسے اہم و نازک اور پُر آشوب دور سے گذر رہے ہیں ویسا دور ان پر کبھی نہیں گذرا۔ اس مختصر رسالہ کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ اس پُر آشوب دور میں مسلمانوں کو اپنی قومی عزت وخودداری اور اپنی دینی عظمت وبرتری کو قایم رکھنے اور دنیا کی دیگر قوموں سے منوالنے کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟ اس لئے پوری اُمید و توقع ہے کہ مسلمان اس رسالہ کو از اوّل تا آخر پورے غور وخوض کے ساتھ پڑھیں گے۔

فریضۂ تبلیغ واشاعتِ اسلام اور ہماری غفلت

امر بالمعروف ونہی عن المنکر یعنی تبلیغ واشاعتِ اسلام

بقدر استطاعت ہر مسلمان پر واجب ہے بلکہ فرمانِ الٰہی

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ؀

ترجمہ: اور تم مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی دعوت دے اور بھلائی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور یہ لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

کے مطابق تو ہمیشہ اور ہر حال میں اور ہر وقت ہم میں ایک جماعت ایسی موجود رہنی چاہیے جو دعوت وارشاد کے فریضہ کو انجام دیتی رہے۔ اس آیتہ کریمہ سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان من حیث الجماعت ایک باضابطہ نظامِ تبلیغ تا قیامِ قیامت موجود رہنا چاہیے۔

افسوسناک غفلت اور ناقابلِ تلافی نقصان

لیکن فریضۂ تبلیغ واشاعتِ اسلام کی طرف سے مسلمانوں نے اکثر وبیشتر غفلت برتی۔ بالخصوص اپنے زمانۂ حکومت میں تو اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں دی۔ اسلامی فرمانرواؤں اور اسلامی حکومتوں نے قابلِ افسوس چشم پوشی سے کام لیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کرے۔ ان کی غفلت وچشم پوشی کا نتیجہ آج سامنے ہے کہ مسلمان اِس برِّاعظم میں بہت زیادہ اقلیت میں ہیں۔

اسلامی عہدِ حکومت میں اگر اس افسوسناک غفلت اور چشم پوشی سے کام نہ لیا جاتا اور اس زمانہ میں کوئی تبلیغی نظام قایم ہوتا اور اُسے حکومت کی امداد وتوجہ حاصل ہوتی تو آج ہندوستان کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔

دوسری غفلت

جب ہم اپنی بداعمالیوں کی بدولت حکومت کھو چکے اور اپنی گردنوں میں کلّی طور پر طوقِ غلامی پہن چکے تب جیسے جیسے غلامی کا زمانہ بڑھتا اور گزرتا گیا ہماری غفلت ولاپرواہی روز افزوں ہوتی گئی ہماری اس غفلت ولاپرواہی سے حریفانِ اسلام کو موقعہ ملا۔ سب سے پہلے عیسائیت نے اپنے زور دار پنجے ملّتِ اسلامیہ کے جسم میں گڑونے شروع کئے۔ ملک میں چاروں طرف عیسائی مشنوں کے (مشنری کے معنی ہیں مشن والا یعنی مبلّغ جماعت مبلّغین کو مشن کہتے ہیں) جال بچھادئے گئے۔ اور روپئے کو پانی کی طرح بہایا جانے لگا۔ مگر مسلمان جس طرح سوئے ہوئے تھے اسی طرح سوتے رہے۔ اس سلسلہ میں جو کچھ کیا گیا وہ انفرادی حیثیت سے کیا گیا کوئی باضابطہ تبلیغی نظام قایم نہیں ہوسکا۔

تیسری غفلت

تیسرا موقع مسلمانوں کو پوری طاقت سے فریضۂ تبلیغ واشاعتِ اسلام" کی طرف متوجہ ہونے کا اس زمانہ میں ملا تھا جبکہ سوامی دیانند سرسوتی بانیٔ آریہ سماج پیدا ہوئے اور انھوں نے تعلیم وشہرت پاکر اپنی قوم کی اصلاح وترقی کا کام اور ہندو مذہب کی تجدید شروع کی اور اسلام پر حملے کئے اور علی الاعلان نومسلموں بلکہ پیدائشی مسلمانوں تک کو ہندو بنانا جائز قرار دیا۔ ان کے پاس صرف الفاظ نہیں تھے بلکہ عمل بھی تھا وہ اپنے مشن کے پرچار میں پوری جدوجہد سے کام لینے لگے بلکہ دہرہ دون میں ایک پیدائشی مسلمان کو آریہ بناکر دکھا بھی دیا۔ اس وقت یہ دیکھ کر کہ پانی سر سے اونچا ہونے لگا ہے مسلمانوں کو بیدار ہونا چاہیے تھا اور سمجھنا اور سوچنا چاہیے تھا کہ یہ کس تحریک کا آغاز ہے اور مسلمانوں پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ اور اس کے کیا نتائج مرتب ہوں گے۔ مگر اس موقع پر بھی مسلمانوں نے غفلت وبے پروائی سے کام لیا اس تحریک کے مقصد ونتائج کو نہ

سمجھ سکے اور فریضۂ تبلیغ و اشاعت اسلام کی طرف سے بدستور سابق غافل و لاپرواہی بنے رہے۔

سوامی دیانند سرسوتی نے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی کوشش و حکمت عملی سے اپنے پیروؤں اور معتقدوں کی اچھی خاصی جماعت آریہ سماج کے نام سے بنالی۔ اب اُن کے مشن کا کام کافی سرگرمی، زیادہ تیزی، اور اجتماعی نظام کے ساتھ ہونے لگا حتیٰ کہ ۱۹۰۸ء میں مقام ڈیگ علاقہ ریاست بھرتپور میں تحریک ارتداد (یعنی مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک) ایک منظم عملی شکل میں لانے کی تجویز قرار پائی اور کوشش کی گئی کہ مسلمان راجپوتوں کو بڑی تعداد میں مرتد کیا جائے۔ جب یہ خبریں پھیلیں تو مسلمانوں میں کسی قدر بیداری پیدا ہوئی۔ علی گڑھ میں انجمن تبلیغ الاسلام اور دہلی میں انجمن ہدایت الاسلام کا قیام عمل میں آیا ان دونوں انجمنوں نے وقتی طور پر انسداد ارتداد کے سلسلہ میں حتی المقدور کوشش کی۔

اس وقت بظاہر تحریک ارتداد دب گئی۔ اس کے دب جانے کے اسباب میں سے دو خاص سبب یہ تھے کہ اول اس وقت تک باضابطہ مستقل نظام اس کام کے لئے ہندوستان میں قایم نہ ہوسکا تھا اور دوسرے یہ تحریک سناتنی ہندؤں میں عام طور پر مقبول نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ وہ اس تحریک کے شدید مخالف تھے کیونکہ سناتن دھرم کے عقیدہ کی رو سے تبدیلی مذہب جائز نہیں۔ اور یہ کہ جو شخص بھی ہندو مذہب سے نکل گیا وہ دوبارہ اس میں داخل نہیں ہوسکتا بہرحال تحریک کے دب جانے کے اسباب جو کچھ بھی ہوں اس وقت یہ تحریک بظاہر دب گئی مسلمانوں کے جمود و تغافل کو کارفرمائی کا موقع مل گیا جو تھوڑی سی بیداری پیدا ہوئی تھی وہ بھی جاتی رہی اور وہ بدستور غافل و لاپرواہ ہوگئے۔ جو انجمنیں اس فتنہ کی مقاومت کے لئے عالم وجود میں آئی تھیں ان میں ایک تو ختم ہوگئی اور دوسری برائے نام موجود رہی

لیکن کوئی باضابطہ تبلیغی نظام اُس وقت بھی عالم وجود میں نہ آسکا۔

منظم اور ہمہ گیر تحریک ارتداد

پندرہ سال کے بعد یعنی ۱۹۲۳ء میں سوامی شردھانند آنجہانی کی قیادت میں یہ تحریک ارتداد پھر شروع ہوئی اور اسی علاقہ میں شروع ہوئی جہاں ۱۹۰۸ء میں شروع ہوئی تھی یعنی ریاست بھرت پور اور اس کے ملحقہ اضلاع متھرا اور آگرہ وغیرہ میں۔ اس وقت پتہ چلا کہ اس پندرہ سال کے دوران میں آریہ سماج اپنے کام سے غافل نہیں رہا۔ اس کی ریشہ دوانیاں اندر ہی اندر جاری رہیں مسلمان اپنے آپس کے جھگڑوں میں اختلافی مذہبی مسائل کی تبلیغ و اشاعت میں اور دیگر سیاسی دلچسپیوں میں منہمک رہے اور ان کے چالاک مذہبی حریف اپنے لئے پوری آزادی کے ساتھ میدان بناتے رہے۔ اب ان کی تحریک ارتداد میں ہمہ گیری آگئی تھی۔ رفتہ رفتہ سناتنی ہندو بھی ہموار کر لئے گئے اور سناتن دھرم سبھا نیز بڑے بڑے سناتن دھرمی پنڈتوں کی طرف سے شدھی کے جواز، اور تحریک ارتداد کی تائید میں مذہبی فتوے شائع کئے گئے۔ تقریریں ہوئیں۔ اخبارات میں مضامین لکھے گئے۔ اعلانات کئے گئے غرضیکہ تمام مختلف العقائد ہندو فرقے تحریک ارتداد کے بارے میں متفق الرائے اور متحد العمل نظر آنے لگے۔ اور مختلف فرقوں کی سبھاؤں نے، ان کے رہنماؤں نے، سیاسی رہبروں نے، غریب سے لے کر امیر تک، رعیت سے لیکر راجا تک سب طرح کے ہندؤں نے تحریک ارتداد کی قولی و عملی تائید کی اور اس طرح ایک مرتبہ ساری ہندو دنیا کے اصلی چہرے سے نقاب اُٹھ گیا اس کا تخیّل اور اس کی ذہنیت بے پردہ ہوگئی اور اس کے عزایم روز روشن کی طرح مسلمانوں کے سامنے آگئے۔ اس اجمال کی تفصیل اگر معلوم کرنیکا شوق ہو اور ہر طرح کے ہندؤں کے خیالات معلوم کرنے ہوں تو ”غُبارِ افق“ ملاحظہ کی جائے جو

"دفتر جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ شہر" سے ایک روپیہ میں مل سکتی ہے اس کتاب کے دیکھنے سے پتہ چلے گا کہ ہنود نے من حیث القوم (الا ماشاء اللہ) اسلام کی بیخ و بنیاد اکھاڑ پھینکنے کے لئے ہر ایک جائز و ناجائز کوشش کی اور یہ سلسلہ آج بھی اسی طرح جاری ہے۔

غرضیکہ اسی زہریلے تخیل، متعصبانہ ذہنیت، اور خطرناک عزائم کے ساتھ باضابطہ، منظم، اور ہمہ گیر طریق پر یہ تحریک دوبارہ ۱۹۲۳ء میں شروع ہوئی پانچ لاکھ ملکانہ راجپوتوں کو مرتد کئے جانے کا اعلان کیا گیا اور پانچ لاکھ روپے کی اپیل کی گئی۔ پہلا فتنۂ ارتداد موضع رائے بہا ضلع آگرہ میں آخر ماہ جنوری ۱۹۲۳ء میں رونما ہوا تین سو ملکانہ راجپوتوں کو مرتد کیا گیا پھر یہ وبا بڑی سرعت کے ساتھ علاقہ بھر میں پھیلا دی گئی۔

تبلیغی نظام کا قیام

اخبارات میں یہ اطلاعات جب مسلمانوں کی نظروں سے گذریں تو ان کی آنکھیں کھلیں اور ان میں سے بعض بعض نے بڑی شدت کے ساتھ محسوس کیا کہ ہوشیار اور چالاک آریہ ہندو کس طرح کمین گاہوں میں مسلمانوں کے لئے گھات لگائے بیٹھے تھے اخباروں سے اور بعض احباب سے اطلاع پاکر نواب محمد عبدالوہاب خاں صاحب مرحوم رئیس ڈراک ضلع علی گڑھ (جو خود مسلم راجپوت تھے) اور مولانا مولوی حکیم عبدالماجد صاحب قادری بدایونی قدس سرہٗ اور مولوی سید محمد عبدالحی صاحب میدانِ ارتداد میں پہونچے۔ سارے علاقہ کا دورہ کیا، اور حالات کا بہت گہری نظر سے مطالعہ کیا۔ اور اس نتیجہ پر پہونچے کہ مخالفین کے باقاعدہ نظام کا مقابلہ انفرادی طور پر کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ نواب صاحب موصوف الصدر انجمن اتحاد

مسلم راجپوتان ہند کے جنرل سکریٹری بھی تھے چنانچہ انھوں نے انجمن مذکور کے جنرل سکریٹری کی حیثیت سے ہندوستان کی تمام انجمن ہائے اسلامیہ کے نمایندوں کی ایک مجلس مشاورت طلب کی جس کے انعقاد کا انتظام ۲۲ر فروری ۱۹۲۳ء کو بمقام آگرہ ہوا۔ یہ مجلس ۲۵ر فروری ۱۹۲۳ء تک حالات پر اچھی طرح غور و فکر کرتی رہی۔ اور ۲۵ر فروری کو انجمن ہائے اسلامیہ کے نمایندگان کے مشورے سے ایک جماعت بنائی گئی جس کا نام "مجلس نمایندگان تبلیغ" رکھا گیا۔ اور صدر مقام اس کا اچھنیرہ ضلع آگرہ قرار پایا جو اس وقت علاقہ ارتداد سے قریب تر مقام تھا۔ اور عارضی طور پر اس جماعت کا صدر مولانا مولوی حکیم عبدالماجد صاحب قادری بدایونی قدس سرہٗ اور ناظم نواب صاحب موصوف الصدر (مرحوم) اور نائب ناظم سید محمد عبدالحی صاحب کو بنایا گیا۔ اور اس "مجلس" کی نگرانی میں انسداد ارتداد کا کام فوری طور پر شروع کر دیا گیا۔

مرکزی نظام

ان ہر سہ حضرات نے بہت جلد معلوم کر لیا کہ یہ وبا نہ صرف علاقہ مذکورہ بالا میں محدود ہے بلکہ سرگرم مخالفین نے صوبۂ متحدہ کے تمام اضلاع کی نیم مسلمان آبادی کو اپنی تگ و دو کا نشانہ بنا رکھا ہے اُس میں خفیہ و علانیہ ریشہ دوانیاں کی جارہی ہیں اور شدھی سبھا کے نظام کو پھیلایا جارہا ہے اور مسلمانوں کو علی الاعلان مرتد بنانے کی فکر کی جارہی ہے۔

ان حالات سے متاثر و فکر مند ہو کر مذکورہ بالا حضرات نے ملک کے خاص خاص اور چیدہ چیدہ صاحبان کو باخبر کیا اور پھر باہمی مشورہ و قرارداد کے مطابق عالی جناب مولوی حاجی سر رحیم بخش صاحب (مرحوم) کے، سی، آئی، ای رئیس کرنال (پنجاب) اور نواب صاحب موصوف الصدر مرحوم نیز چند دیگر حضرات کے دستخطوں سے ایک مطبوعہ گشتی مراسلہ جاری کر کے اکابر قوم کو ۷ر جون ۱۹۲۳ء کو بمقام آگرہ مدعو کیا۔

تاکہ تمام کارکنان کو باہم ملانے اور ایک مضبوط و مشترکہ نظام کے ماتحت اتحاد و اتفاق کے ساتھ عمل پیرا ہونے کی کوشش کی جائے۔

چنانچہ قرار پایا کہ ایک مرکزی تبلیغی نظام قایم کیا جائے جو مضبوط و مستحکم ہو مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کے لئے قابل اعتماد ہو قوانین و آئین کا پابند ہو اور ہنگامی نہ ہو بلکہ ٹھوس اور دائمی ہو۔ قواعد و ضوابط کے مسودہ کی تیاری کا کام عالی جناب سید غلام بھیک صاحب نیرنگ بی۔اے۔ال۔ال۔بی ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (پنجاب) انبالہ شہر کے سپرد کیا گیا۔ جب مسودہ تیار ہو گیا تو کثیر التعداد اکابر ملت کی خدمت میں بھیجا گیا اور انھیں ۳۰ر جون و یکم جولائی ۱۹۲۳ء کو بمقام آگرہ ایک دوسرے جلسہ میں شریک ہونے کی دعوت دی گئی۔ تاکہ متذکرہ بالا اوصاف و خصائص کے ایک مرکزی تبلیغی نظام کے قیام کی تجویز کو عملی جامہ پہنایا جا سکے چنانچہ تاریخ ہائے مقررہ پر خاصی تعداد میں اکابر ملت آگرہ میں جمع ہوئے۔ اور مجوزہ مرکزی تبلیغی نظام قایم کیا گیا جس کا نام **"جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام"** رکھا گیا اس تبلیغی نظام کے صدر عالی جناب مولوی حاجی سر رحیم بخش صاحب کے۔سی۔آئی۔ای رئیس کرنال (پنجاب) مرحوم اور جنرل سکریٹری عالی جناب سید غلام بھیک نیرنگ صاحب بی۔اے۔ال،ال،بی ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (پنجاب) انبالہ شہر مقرر کئے گئے اور مرکزی دفتر کے کاروبار کا چارج مولوی سید محمد عبدالحی صاحب کے سپرد کیا گیا۔

صوبہ متحدہ کا نظام تبلیغ

اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ ۲۵ر فروری ۱۹۲۳ء کو انجمن ہائے اسلامیہ کے نمایندگان کے باہمی مشورہ اور اتفاق و اتحاد سے ایک جماعت موسومہ "مجلس نمایندگان تبلیغ" قایم کی گئی اس مجلس کی جماعت منتظمہ نے ۲۲ر ستمبر ۱۹۲۳ء کو مجلس مذکور کا نام تبدیل کر کے "جمعیۃ تبلیغ الاسلام صوبہ متحدہ" رکھا اور اس کو ایک قرارداد کے ذریعہ "جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام" سے ملحق کر دیا، اس طرح ایک مکمل تبلیغی نظام قایم ہو گیا اور مذکورہ بالا

حضرات کی مساعی سے ایک اہم دینی ضرورت پوری ہو گئی۔

اُس وقت فتنۂ ارتداد کے انسداد اور آریہ جماعتوں اور شدھی سبھاؤں کی ریشہ دوانیوں کی روک تھام میں جمعیۃ تبلیغ الاسلام صوبہ متحدہ نے جس سرگرمی، جد و جہد اور حُسن تدبیر سے کام لیا وہ لائق ستایش اور حد درجہ قابل تعریف ہے اور یہ سب کچھ جناب مولانا مولوی عبدالماجد صاحب مرحوم بدایونی اور نواب محمد عبدالوہاب خاں صاحب مرحوم اور سید محمد عبدالحی صاحب کی دینی دردمندیوں، غیر معمولی سرگرمیوں اور مخلصانہ جانفشانیوں کا نتیجہ تھا افسوس کہ ان میں اوّل الذکر دو بزرگ ہم میں موجود نہیں رہے البتہ آخر الذکر سید محمد عبدالحی صاحب موجود ہیں اور آج بھی باوجود شدید قسم کے مالی و ماحولی موانع کے ان کی دردمندانہ تبلیغی سرگرمیوں اور مخلصانہ جد و جہد میں کوئی کمی نہیں ہے۔ آفریں ان کی ہمت بلند کو، اور مرحبا ان کے حوصلہ اور عزم مستقل کو کہ اس دور میں بھی جبکہ سیاسی خلفشار کے باعث مسلمان فریضۂ تبلیغ و اشاعت اسلام کی جانب سے ہمیشہ سے زیادہ بے حس و غافل ہو رہے ہیں وہ اپنی ان تھک جد و جہد سے اس صوبہ کے نظام تبلیغ کو نہ صرف زندہ رکھے اور قایم کئے ہوئے ہیں بلکہ جمعیۃ کی مالی حیثیت سے کہیں بڑھ چڑھ کر تبلیغی خدمات انجام دئے چلے جا رہے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزا

جمعیۃ کے صدر مقامات

جب تک کہ اضلاع آگرہ متھرا۔ اور ریاست بھرت پور میں ارتداد کا زور رہا اُس وقت تک جمعیۃ کا صدر مقام اچھنیرہ اور آگرہ رہا پھر جب فتنۂ ارتداد اس علاقہ سے بڑھکر تمام صوبہ متحدہ میں پھیلا اس وقت آگرہ میں جمعیۃ کے صدر مقام کی کوئی خاص ضرورت باقی نہ رہی چنانچہ جمعیۃ کے صدر دفتر کو حسب قرارداد جلسہ مجلس انتظامی منعقدہ ۱۲ر مئی ۱۹۲۴ء بمقام کانپور۔ علی گڈھ منتقل کیا گیا۔

دسمبر ۱۹۲۵ء میں سید محمد عبدالحی صاحب شدید علیل ہو کر صاحب فراش ہو گئے باوجود اس کے

دفتری کاموں میں انہماک ویسا ہی رہا اس انہماک کی وجہ سے انکی علالت نے خطرناک صورت اختیار کرلی اس حالت میں ان کو زبردستی مکان پہنچا دیا گیا۔ موصوف کی علالت کے زمانہ میں کوشش کی گئی کہ کوئی ایسا شخص میسر آجائے جو انکی جگہ پر کام کرسکے دو ایک صاحب کو انکی جگہ پر بمبلغ پچاس روپے ماہوار پر مقرر بھی کیا گیا لیکن جس انہماک سے موصوف الصدر بلا کسی معاوضہ کے کام کرتے تھے اس کام کا بقدر نصف بھی لیکر یہ لوگ نہ کرسکے اور نواب محمد عبدالوہاب خانصاحب ناظم کلیات اور حضرت مولانا مولوی عبدالماجد صاحب قادری بدایونی صدر جمعیۃ کا اعتماد حاصل نہ کرسکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کاموں میں بہت ابتری پیدا ہوئی۔ سید محمد عبدالحی صاحب کو دو تین ماہ کے عرصہ میں کسی قدر افاقہ ضرور ہوا لیکن صحت اس قابل نہ تھی کہ مستقلاً علیگڈھ میں قیام کرسکتے اسلئے مئی ۱۹۲۶ء میں جمعیۃ کے صدر دفتر کو علیگڈھ سے فتحپور منتقل کیا گیا تاکہ موصوف کو آمد ورفت میں آسانی ہو اور وہ کچھ کام کرسکیں موصوف الصدر مسلسل ایکسال کی علالت کے بعد صحت یاب ہوئے اسوقت آگرہ اور اسکے قرب و جوار میں سوامی شردھانند کے واقعہ قتل کے بعد آریہ جماعتوں نے پھر اسی زور شور کیساتھ جدوجہد شروع کردی چنانچہ فوری ضرورت کے ماتحت جمعیۃ کے صدر مقام کو اپریل ۱۹۲۷ء میں فتحپور سے پھر آگرہ منتقل کیا گیا۔

نواب عبدالوہاب خانصاحب و سید محمد عبدالحی صاحب نے اس عرصہ میں بارہا اپنی خرابی صحت کے سبب اور اپنے خانگی حالات کے باعث استعفے پیش کئے لیکن قحط الرجال کے سبب انکی جگہ پر کام کرنیکے لئے اور انکی ذمہ داریاں قبول کرنیکے لئے کوئی بندہ خدا میسر نہ آیا۔ استعفے واپس ہوتے رہے بعدہٗ ۱۹۳۶ء میں صدر دفتر کو کانپور یا الہ آباد منتقل کئے جانے کی تجویز ہوئی اسوجہ سے کہ اسوقت صوبہ متحدہ کے مشرقی اضلاع میں فتنہ ارتداد کا زور تھا اور جمعیۃ کا اسی علاقہ میں کام پھیلا ہوا تھا چنانچہ کانپور میں ایک قطعہ آراضی خرید کر مکان تعمیر کردیا گیا اور ۱۹۳۶ء میں جمعیۃ کے صدر دفتر کو کانپور منتقل کیا گیا۔ اب اسکا صدر دفتر کانپور میں ہے۔

جمعیۃ کا مسلک اور خصوصیات

خصوصیات

جمعیۃ تبلیغ الاسلام صوبہ متحدہ کی چند خصوصیات یہ ہیں

(۱) اس کا نظام انتخابی ہے، ہر مسلمان اس کا رکن ہوسکتا ہے اور جماعت منتظمہ کا انتخاب عام ارکان کا ایک جلسہ عام طلب کرکے کیا جاتا ہے۔

(۲) اس کو زیر ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ء رجسٹری کرادیا گیا ہے تاکہ اسکے

مطالبات کے وصول کرنے میں قانونی سہولت ہو۔ بینک میں حساب جمعیۃ کے نام ہو کسی ذات کے نام سے نہ ہو۔ ہر قسم کی جائداد جمعیۃ کے نام سے خریدی جاسکے اور اس کو قانوناً ایک شخصی حیثیت حاصل ہو۔

(۳) اس کا سرمایہ پوسٹ آفس سیونگ بنک و امپیریل بنک آف انڈیا میں رکھا جاتا ہے جو ملک میں سب سے زیادہ محفوظ سمجھے جاتے ہیں۔

(۴) اس جمعیۃ میں سیاسی خیالات کا لحاظ نہیں کیا جاتا مسلم لیگ کانگرس مجلس احرار، مجلس اتحاد ملت، جمعیۃ العلماء ہند وہلی و کانپور وغیرہ ہر خیال اور ہر مسلک اور ہر جماعت کے لوگ اس کے ارکان میں شامل ہیں، (چنانچہ رسالہ ہذا کے آخری صفحات میں جو فہرست ممبران جماعت انتظامیہ درج کی گئی ہے اس سے اس امر کی بخوبی تصدیق ہوجائے گی)

(۵) اس جمعیۃ کا شروع ہی سے ایک خاص مسلک یہ رہا ہے کہ کسی دوسری اسلامی جماعت سے متصادم نہیں ہوتی بلکہ جہاں تک اس کے اغراض و مقاصد اجازت دیتے ہیں تمام اسلامی جماعتوں کے ساتھ تعاون عمل کرنے کے لئے تیار رہتی ہے اور اب تک ایسا ہی کرتی رہی ہے۔ نیز مسلمانوں کے مابین اختلافی مسائل میں سکوت اختیار کرلیتی ہے اور اس کے مبلغ و ارکان ہمیشہ اور ہر جگہ اُصول اسلام متفقہ اہل سنت والجماعت کی تبلیغ و اشاعت کرتے ہیں۔

اغراض و مقاصد

حالات مندرجہ بالا کے مطالعہ سے جمعیۃ کے اغراض و مقاصد خود بخود روشنی میں آجاتے ہیں تاہم زیادہ وضاحت کی غرض سے انھیں اجمالی طور پر بیان کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۱) مسلمانان صوبہ متحدہ میں ابتدائی مذہبی تعلیم کو ایک وسیع پیمانہ پر پھیلانا۔ ان کی دینی و اخلاقی اصلاح و ترقی کا انتظام کرنا۔ اور عموماً جملہ تدابیر حفاظت اسلام عمل

میں لانا۔

(۲) مسلمانان صوبہ متحدہ کی اقتصادی حالت کی اصلاح کرنا۔

(۳) صوبہ متحدہ کی غیر مسلم اقوام وافراد کے درمیان تبلیغ واشاعت اسلام کرنا، اور بقدر گنجایش واستطاعت بیرون صوبہ بھی اشاعت اسلام کرنا۔

ان اغراض ومقاصد کو وسیع اور جامع رکھا گیا ہے۔ یہ امر ظاہر وواضح ہے کہ جملہ اقسام کے کام ایک ہی وقت میں ساتھ کے ساتھ کرنا یا کسی ایک قسم کے کام کو پورے پیمانہ پر جاری کرنا اسی صورت میں ممکن تھا اور ہے کہ معقول مقدار و تعداد میں سرمایہ اور کارکن میسر آتے یا اب میسر آئیں۔ اس لئے زیادہ قابل عمل طریقہ یہی ہے کہ کام کا مکمل نقشہ پیش نظر رکھا جائے اور تدریجی رفتار سے اس کی تکمیل کی جائے چنانچہ اسی قاعدہ سے ابتک کام کیا گیا اور اب بھی اسی قاعدہ سے ہو رہا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ

جمعیتہ کا طریق کار

تبلیغی کام کی تقسیم تبلیغ کا کام تین قسم کا ہے۔ اول استحکام یعنی جاہل و ناواقف دیہاتی مسلم آبادی خصوصاً وہ مسلم آبادی جس میں ارتداد کا اندیشہ ہو۔ اس کی تعلیم وتربیت، اس کی اخلاقی واقتصادی حالت کی اصلاح۔ دوم دفاع یعنی جب کوئی مخالف کسی مقام پر مسلمانوں کو بہکا کر اور ورغلا کر ارتداد پر آمادہ کرے یا ان کو مرتد کرے تو وہاں پہونچ کر اس کے روکنے کی کوشش کرنا یا ان کو ارتداد سے توبہ کرا کر دوبارہ حلقۂ اسلام میں داخل کرنا۔ سوم ہجوم یعنی غیر مسلم اقوام وافراد کو دعوت اسلام دینا اور ان کو مشرف بہ اسلام کرکے ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا۔

دفاع جمعیتہ ایک ایسے پر آشوب زمانہ میں عالم وجود میں آئی جب کہ صوبہ متحدہ کے

طول وعرض میں فتنۂ ارتداد برپا اور شدھی سبھا کا نظام گوشہ گوشہ میں پھیل چکا تھا۔ جماعتوں کی جماعتیں مرتد ہو رہی اور ہونے پر آمادہ کرلی گئی تھیں۔ چنانچہ سب سے پہلے دفاع کا کام ہاتھ میں لیا گیا۔ انسداد ارتداد کی طرف پوری توجہ اور طاقت صرف کی گئی۔ جب دفاع کی جانب سے کسی قدر اطمینان ہوا تو استحکام کی طرف توجہ کی گئی۔ اور تیسرے قسم کے کام یعنی غیر مسلم اقوام وافراد میں اشاعت اسلام کی طرف سے بھی غافل نہیں رہا گیا۔ اس سلسلہ میں بھی بہت سا کام کیا گیا۔

استحکام کے سلسلہ میں بہتر اور کامیاب طریقہ قیام مدارس کا ہے تجربہ سے معلوم ہوا کہ یہ چیز دفاع کے سلسلہ میں بھی مفید ثابت ہوئی۔ اس کے بعد مجالس مناظرہ، تبلیغی لٹریچر کی اشاعت، وعظ وتقریر، سنجیدہ اور سمجھدار اور تجربہ کار مبلغین و مدرسین کا تقرر ہے بعض اوقات ہنگامی جلسوں کا انعقاد بھی مفید اور کامیاب طریقہ ثابت ہوا۔ بہرحال یہ سبھی طریقے اختیار کئے گئے۔

ہجوم کے سلسلہ میں وعظ وتقاریر، اور مجلس مناظرہ کے طریقے بالعموم کامیاب طریقے ثابت نہیں ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کام بڑی پتہ ماری، اور صرف کثیر کا ہے۔ اور اس قدر ٹھنڈا کہ مساعی کے نتائج جلد برآمد نہیں ہوتے۔ علاوہ ازیں کسی جماعت کو مشرف باسلام کرلینا نسبتاً آسان ہے۔ لیکن اسلام لانے کے بعد ان کی تعلیم وتربیت اور ان کی معاشرتی ضرورتوں اور اتفاقی مصائب ومشکلات میں اخلاقی امداد بہت مشکل کام ہے۔ اور اس کام کے لئے بہت بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ علاوہ ازیں اس کام کے لئے جو مبلغین مقرر کئے جائیں ان کے لئے سالہا سال ایک جگہ جم کر رہنا ضروری ہے۔ پھر وہ خود مستقل مزاج ہوں، صوفیائے کرام کے صحبت یافتہ ہوں۔ اسلامی اخلاق پر عامل ہوں۔ دیہاتی زندگی بسر کرنے کے

عادی ہوں۔ جس جماعت کے ساتھ کام کرتے ہوں اس کے دُکھ درد میں برابر کے شریک رہیں۔ مذہبی معلومات کافی ہوں۔ دوسرے مذاہب کی تعلیمات سے بھی ایک حد تک واقف ہوں۔ تجربہ کار اور دانشمند ہوں اور غیروں کو اپنا بنانے کے طریقوں سے آگاہ اور ان پر عمل کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ ظاہر ہے کہ ان صفات سے موصوف مبلغین ملک میں کم یاب ہیں مگر خدا کا شکر ہے کہ ان حالات میں بھی جمعیۃ ہذا نے اس سلسلہ میں بھی کام کیا اور الحمدللہ اس میں کامیابی ہوئی۔

نظام تبلیغ کی وسعت مذکورہ بالا تینوں قسم کے کاموں کے علاوہ ایک اور ضروری کام ہے وہ یہ کہ صوبہ سے باہر بھی ملک کے مختلف حصص میں تبلیغی نظام پھیلایا جائے اور ان سب کاموں کے لئے سرمایہ فراہم کیا جائے۔ چنانچہ باضابطہ قیام جمعیۃ کے بعد یہ کام بھی شروع کر دیا گیا ملک کے مختلف اقطاع میں حالات کی اشاعت اخبارات کے ذریعہ سے بھی کی گئی اور تبلیغی وفود کے دورے بھی کرائے گئے۔ ان وفود کے ذریعہ مسلمانوں میں کافی تبلیغی بیداری پیدا ہوئی۔ سرمایہ بھی فراہم کیا گیا اور بلاخوف تردید یہ کہا جاسکتا اور دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں میں جو تبلیغی جذبہ اس وقت تھوڑا یا بہت پایا جاتا ہے وہ زیادہ تر اس جماعت کی پیہم اور مسلسل جد و جہد کا نتیجہ ہے۔

مخالفین اسلام کی سرگرمیاں اور انکا طریق کار

سیاسی طور پر جو کوشش مسلمانوں کی سیاسی حیثیت کو گرانے اور کمزور کرنے کے لئے ہندوستان کی مختلف جماعتیں کر رہی ہیں اُن سے ہم کو بلا واسطہ بحث نہیں کیونکہ یہ کام مسلمانوں کی سیاسی جماعتوں کا ہے اور وہ اس کام کو کر رہی ہیں البتہ ہندوستان میں غیر مسلم جماعتیں مسلمانوں کو ان کے مذہب سے گمراہ کرنے کی جو تدبیریں کر رہی ہیں ان کا اجمالی تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔

عیسائی مشن عیسائی مشنوں کا جال تمام عالم اسلام میں پھیلایا گیا ہے اور وہ اپنی تبلیغ کے لئے نئے نئے طریقے ایجاد کرنے کی غرض سے عالم اسلام کے گوشہ گوشہ کے حالات پر نہایت بیدار اور گہری نظر رکھتے ہیں مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کی کوئی بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی تحریک کوئی اخبار کوئی رسالہ کوئی کتاب ان کی نظر سے نہیں بچتی۔ مذہب کی حیثیت سے مسیحیت کا اقتدار یورپ سے زائل ہوچکا لیکن سیاسی اغراض کی حصول و تکمیل کے لئے یورپ کی لامذہب سلطنتیں اپنا سیاسی کام "تبلیغ انجیل" کے نام سے ہر جگہ کر رہی ہیں چنانچہ ہندوستان بالخصوص صوبۂ متحدہ میں عیسائی مشن لاکھوں کروڑوں روپیہ صرف کرکے کام کر رہے ہیں ان کے سیکڑوں ہزاروں مرکز ہیں لاکھوں ہندوستانیوں کو وہ مسیحی بنا چکے ہیں اور ان میں سے لاکھوں وہ ہیں جو مسلمان سے مسیحی ہوئے ضرورت ہے کہ مسلمان آریہ سماج کے پیچھے پڑ کر مسیحی مشنوں کو بھول نہ جائیں ذرا اس طرف بھی نظر رکھیں۔

آریہ اور ہندو ہندوستان کی آریہ ہندو قوم کی (اِلّا ماشاءاللہ) یہ آرزو ہے کہ ہندوستان میں ہندو دھرم کے سوا اور کوئی دھرم باقی نہ رہے اس کا صرف یہی مدعا نہیں ہے کہ لوگ ہندو دھرم سے نکل کر کوئی دوسرا مذہب اختیار نہ کریں بلکہ اس کے عزائم تو یہ ہو رہے ہیں کہ مسلمان بھی ہندو ہو جائیں اس کا طریق کار صرف یہی نہیں ہے کہ علمی طریقوں سے وعظ و تبلیغ کرکے اپنے عقائد کی اشاعت کرے اور اس طرح دوسروں پر اثر ڈال کر اُن کو اپنا بنالے بلکہ تجربہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ آریہ اور ہندو لالچ بھی دیتے ہیں دباؤ بھی ڈالتے ہیں جبر بھی کرتے ہیں تشدد سے بھی درگزر نہیں کرتے۔ ہندو زمیندار اپنے مسلمان کاشتکاروں کو زمین دینے سے انکار کرکے ترغیب دیتے ہیں کہ مرتد ہو جائیں ہندو قرض خواہ مقروض مسلمانوں پر دباؤ ڈالتے ہیں، حبس بیجا، زد و کوب اور لوٹ مار

تک کے واقعات بھی ہوئے۔ مسلمانوں پر کنوئیں کا پانی بند کیا گیا۔ حاکمانہ اختیارات تک کو دھرم کی تبلیغ کے لئے استعمال کیا گیا۔ جھوٹے مقدمات قایم کرکے دباؤ ڈالا گیا اور انتقام لیا گیا غرضیکہ وہ تمام طریقے جو بحالت محکومی کئے جاسکتے تھے خواہ وہ جائز ہوں یا ناجائز استعمال کئے گئے۔

مغربی تہذیب و تعلیم یہ امر ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مغرب کی موجودہ تہذیب لوگوں کے خیالات واذہان کو الحاد و بے دینی کی طرف لے جارہی ہے۔ ہمارے ملک میں بھی مغربی تعلیم و تہذیب اور اخلاق و تمدن کی جتنی ترقی ہوتی جاتی ہے اور اس ترقی کے مضر ثمرات سے جس قدر تمتع حاصل کیا جارہا ہے۔ اسی قدر اخلاق و خصائل پر اس کا بُرا اثر پڑ رہا ہے اس مادی اور مغربی تعلیم و تہذیب اور اخلاق و تمدن نے سیاسیات کے ساتھ مل جُل کر سوسلسٹوں اور کمیونسٹوں کی جماعتیں پیدا کیں جو مختلف طریقوں سے الحاد و بے دینی اور دہریت کی تبلیغ و اشاعت کر رہی ہیں جن سے ہمارے نوجوانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ کافی متاثر ہو رہا ہے۔ دین کی ہدایت اور اس کے احکام و مسائل سے منھ مُڑتے جارہے ہیں اور ان کے دل و دماغ ان پابندیوں سے آزاد ہوجانا چاہتے ہیں جو دین عقل نے درستیٔ اعمال و اخلاق کے لئے عائد کر رکھی ہیں۔

ہندو پروپیگنڈہ و ریشہ دوانیاں (۱) آریہ سماج، شدھی سبھا، اور دیگر ہندو مذہبی جماعتوں کی طرف سے اس وقت صوبۂ متحدہ میں ان کے پرچارک پوری سرگرمی لیکن خاموشی کے ساتھ مفلس، جاہل اور ناواقف مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے مصروف کار ہیں جن کا کوئی تذکرہ اب اخبارات میں نہیں آتا۔

(۲) ہندوستان کے چند صوبوں جن میں صوبۂ متحدہ خاص طور پر قابل ذکر ہے میں ہندو بنا تعلیم یافتہ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ اور عوام ہندؤں کے دلوں میں اسلام

کے متعلق زہریلے خیالات جاگزیں کرنے کے لئے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف ہندی زبان میں نہایت غلط، شرمناک اور مکروہ پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے۔

(۳) دیہاتی بے پڑھے لکھے مسلمان جن کے اخلاقی اور معاشرتی حالات بدتر ہیں اور ان میں تعلیم کا فقدان ہے ہندوانہ اور مشرکانہ رواسم اُن میں رائج ہیں، کلمہ تک پڑھنا نہیں جانتے، اُن کو سرکاری و نیم سرکاری مدارس کے آریہ سماجی اور مہاسبھائی ذہنیت کے مدرس تعلیم بالغان کے حیلہ سے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف قصے گڑھ گڑھ کر سناتے ہیں اور اُن کو اپنے بچوں کو ہندی پڑھانے پر مجبور کرتے ہیں۔

(۴) شہری مسلم آبادی میں کم تعلیم یافتہ اور نئی روشنی کے نوجوانوں اور انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ میں دہریت اور الحاد کی تبلیغ بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے کی جارہی ہے اور دیہاتی مسلم آبادی میں ناواقف اور بھولے بھالے مسلمانوں کے اندر طرح طرح کی ترکیبوں سے ہندو معاشرت ٹھونسی جارہی ہے۔

(۵) مردم شماری کے موقعہ پر ہندو طرح طرح کی ترکیبوں اور ہتکنڈوں سے اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی صحیح تعداد معلوم ہوسکے اور اپنی تعداد زیادہ سے زیادہ بڑھائی جاسکے۔ اس سلسلہ میں دیہات کے اکثر مسلمانوں کی ہندوانہ معاشرت اور بہتوں کے ہندوانہ ناموں سے بہت ناجائز فائدہ اُٹھایا جاتا ہے۔

مسلمانوں کے سمجھنے کی ضروری باتیں

(۱) وقت کی نزاکت و ضرورت صدیوں سے کروڑوں مسلمان عموماً نیم ہندو چلے آتے ہیں جو دین سے قطعی ناواقف، مشرکانہ عقائد اور ہندوانہ رسوم و معاشرت میں مبتلا، ہندؤں کی سی صورت، ہندوں کے سے نام، اور ہندؤں کی سی وضع و قطع رکھتے تھے۔ اور اب بھی موجود ہیں۔ مگر شہروں اور قصبوں

کے رہنے والے پڑھے لکھے مسلمان یا تو ان کی ہستی سے اس وقت آگاہ نہ تھے یا اگر کسی کو کبھی ان کے دیکھنے کا اتفاق بھی ہو جاتا تھا۔ تو ان کا تنگ و تاریک تخیل اس قابل نہ تھا کہ وہ ان قوموں کے حشر کو تصور میں لا سکتے۔ علما ان سے غافل تھے مشائخ ان سے ناآشنا تھے اول تو مسلمانوں کو لازم تھا کہ ان کو اس نوبت تک پہونچنے ہی نہ دیتے قرآن کریم کے نصوص صریح ہیں، شریعت کے احکام صاف ہیں جہاں ہر مسلم و مسلمہ پر طلب علم فرض ہے وہاں دعوت الی الخیر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے واسطے مسلمانوں میں ایک جماعت ہمیشہ رہنی چاہیئے۔ اور اس جماعت کا فرض ہے کہ صرف شہروں اور قصبوں ہی میں نہیں بلکہ ہر جگہ کام کرے لیکن اگر اس فرض کی سرانجام دہی میں کچھ عرصہ تک غفلت کا ارتکاب ہو بھی گیا تھا تو سوامی دیانند سرسوتی کی برملا تعلیم اور اس تعلیم کی علانیہ تعمیل کے بعد تو مسلمانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہیئے تھیں اس وقت سمجھ جانا چاہیئے تھا کہ اب وہ پہلا زمانہ نہیں رہا کہ جو ہندو ایک مرتبہ مسلمان ہو گیا وہ پھر ہندو نہیں ہو سکتا بلکہ اب تو ہندوستان کا ہندو پیدائشی مسلمانوں تک کو ہندو بنانے پر تیار ہے لہٰذا جاہل مسلمانوں کی دینی تعلیم و تربیت کرنی چاہیئے تاکہ وہ کم از کم حق و باطل کو پہچاننے تو لگیں۔

(۲) تبلیغ اسلام کا طریقہ

مسلمانوں میں ایک باضابطہ، مضبوط، اور دائمی جماعت ایسی موجود ہو جو ہمیشہ مخالفانِ اسلام کی معاندانہ و متعصبانہ اور ملحدانہ سرگرمیوں کا نہایت غور و فکر اور بیداری کے ساتھ مطالعہ کرتی اور ان کی تمام خفیہ و علانیہ ریشہ دوانیوں کی مدافعت کی تدابیر سوچتی اور عمل میں لاتی رہے۔ استحکام و حفاظتِ اسلام کا کام کرتی رہے اور تا حدِ امکان غیر مسلموں میں تبلیغ و اشاعتِ اسلام بھی کیا کرے۔ مگر یہ سب کچھ سیاسی اغراض کے لئے نہ ہو بلکہ ٹھیٹھ مذہبی نقطۂ نظر سے خدمت اسلام ہو۔ اور خوشنودیٔ خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم

مقصود ہو اور اس کا طریق کار وہی ہو جس کی تعلیم قرآن پاک اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ نے دی ہو۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ
الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ

یعنی = اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور نیک نصیحتوں کے ساتھ بلاؤ اور جب کبھی بحث و نزاع ہو تو اچھے ڈھنگ سے کرو۔

بس اسی آیۂ کریمہ کے مطابق ہماری شاہ راہ عمل ہو۔ عصبیت و نفرت کے جذبات کے تابع نہ ہو۔ ہماری تقریریں، ہماری تحریریں، ہمارے مناظرے غرضکہ ہمارے سارے تبلیغی عمل، نفرت و عصبیت، غصہ و انتقام کے جذبات و خیالات سے پاک و صاف، خلوص و للٰہیت، شائستگی و تہذیب، کے ساتھ ساتھ محض خدا و رسول کے لئے ہوں

(۳) تبلیغ کی دینی اہمیت

امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہر فرد مسلم پر حسب استطاعت واجب ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید میں مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ

یعنی، تم بہترین امت ہو اور اس نے پیدا کئے گئے ہو کہ اچھے کام کا حکم دو اور برے کاموں سے روکو

دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا

وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ
عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

اور تم مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی دعوت دے اور بھلائی کا حکم کرے اور برائی سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے بَلِّغُوا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃ
یعنی تم کو اگر دین کی ایک بات بھی معلوم ہو تو اُسے دوسروں تک پہونچا دو۔ اس فرمان والاشان میں کوئی تخصیص عالِم وغیر عالم کی نہیں ہے۔ ہر فرد مسلم کے لئے یکساں اور اپنی اپنی استعداد و وسعت کے مطابق عام حکم ہے۔ ان احکام کی تعمیل اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ **تمام مسلمانوں کا ایک نظام تبلیغ ہو** اور اس نظام سے وابستہ ہوکر مسلمان کام کریں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس وقت ہندوستان کے اندر اس نوعیت کا ایک ہی نظام تبلیغ ہے جس کو "جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام" کے نام سے اور صوبۂ متحدہ میں "جمعیۃ تبلیغ الاسلام صوبہ متحدہ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مرکز کا صدر دفتر "انبالہ" میں اور صوبہ کا دفتر "کانپور" میں ہے۔

اندرینِ حالات

آپ اور تمام اربابِ فہم و تدبر غور کریں کہ اگر مخالفینِ اسلام کی ان ریشہ دوانیوں، خفیہ سازشوں، اور خاموش و ٹھوس سرگرمیوں کے سدباب کے لئے اور مسلمانوں کی، خصوصًا دیہاتی مسلم آبادی کی اخلاقی و معاشرتی اصلاح اور درستی اعمال کے لئے تاحد مقدور کوشش نہ کی گئی تو عنداللہ کتنی بڑی ذمہ داری عائد ہوگی اور سیاسی طور پر بھی کس قدر عظیم نقصان پہونچے گا۔

اس لئے **شدید ضرورت ہے** اور مسلمانوں کا مذہبی و سیاسی فریضہ ہے کہ وہ اپنے گھر کی درستی اور حفاظت اور غیروں کے حملہ سے مدافعت کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔

(۱) اپنے ناواقف اور جاہل مسلمان بھائیوں کی اصلاح اخلاق و اعمال

اور اُن کی دینی تعلیم کے لئے۔

(۲) دیہاتوں میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں مکاتب اسلامیہ قایم کرنے اور ان میں دین دار اور مذہب سے واقف مدرسین کے مقرر کئے جانے کے لئے۔

(۳) اس لئے کہ مبلغین کے ذریعہ وعظ اور تقریریں کرائی جاسکیں اور عام مسلمانوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے پر آمادہ کیا جاسکے اور ضروری احکام و مسائل سے واقف کرایا جاسکے۔

(۴) شہری آبادی کے کم تعلیم یافتہ اور نئی روشنی کے نوجوان مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح کی غرض سے چھوٹے چھوٹے رسائل وغیرہ شائع کرنے کے لئے۔

(۵) جو غیر مسلم اقوام و افراد اسلام قبول کر چکے ہیں اُن کی اور اُن کے بچوں کی تعلیم و تربیت معقول طریقہ پر کرنے کے لئے۔

(۶) اسلام کے خلاف جو زہریلا پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے اس کی روک تھام کے لئے۔

(۷) غیر مسلموں تک دینِ حق کا پیغام پہونچانے کے لئے۔

(۸) ان کروڑوں انسانوں یعنی اچھوت کہلائے جانے والوں کو بھی راہ حق دکھانے کے لئے جو خود اپنے بھائیوں کے مظالم سے تنگ آکر تبدیلی مذہب کا اعلان بار بار کر چکے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں اور ان کے اربابِ عقل و ہوش مذہب حق کی تلاش و جستجو میں سرگرداں ہیں نیز ان کی زبان میں ضروری اسلامی لٹریچر تقسیم و شائع کرنے کے لئے۔

اپنی اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق "جمعیۃ تبلیغ الاسلام صوبہ متحدہ" کانپور کو دماغی اخلاقی اور مالی امداد خود دیں اور

اپنے حلقہ احباب واثر میں خاص طور پر اس کے لئے کوشش کریں۔

دماغی امداد کی شکل یہ ہے کہ دفتر جمعیتہ ہذا کو اپنے اپنے مقام اور علاقے کی دینی حالت اور تبلیغی ضرورتوں کی اطلاع اور تبلیغی کاموں کے بارے میں مشورے دیتے رہیں۔

اخلاقی امداد سے یہ مُراد ہے کہ جمعیتہ کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں اور اپنے اپنے حلقۂ اثر میں اُس کے ہمدرد اور معاون پیدا کریں۔

مالی امداد کے معنی ومطلب بالکل صاف ہیں۔ جمعیتہ کو وقتاً فوقتاً جس قدر زیادہ سے زیادہ ہو سکے عطیہ جات، اور چندہ بھیجتے اور دیگر مدات خیر سے امداد کرتے رہیں۔ خصوصاً

(۱) ممبر عام بن کر (۲) ادائیگی زکوٰۃ وصدقات کے وقت (۳) شب برات میں (۴) رمضان المبارک میں (۵) عید الفطر کے موقعہ پر (۶) اور عید الضحیٰ کے موقعہ پر۔

وَاَجرُکُمْ عَلَی اللّٰہِ۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالسَّلَامُ خَیْرُ الْخِتَامِ

الداعی الی الخیر

فقیر محمد قطب الدین عبد الوالی
صدر جمعیتہ تبلیغ الاسلام صوبہ متحدہ

فرنگی محل لکھنؤ
۳ر شعبان المعظم ۱۳۶۰ھ

فہرست عہدیداران وممبران مجلس منتظمہ جمعیت ہذا

نمبر شمار	عہدہ	اسمائے گرامی اراکین معہ پتہ
۱	صدر	جناب مولانا مولوی الحاج قطب الدین عبد الوالی صاحب فرنگی محل لکھنؤ
۲	نائب صدر	〃 مولانا مولوی الحاج قاری حافظ محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند
۳	〃	〃 مولانا فضل الحسن صاحب حسرت موہانی بی۔ اے۔ احاطہ کمانخاں کانپور
۴	〃	〃 مولانا قاری حافظ سلطان حسن صاحب گھٹیا اعظم خاں آگرہ
۵	〃	〃 مولوی عبد الحامد صاحب قادری عثمانی مولوی محلہ بدایوں
۶	〃	〃 نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب ایم۔ ال۔ اے رئیس جہانگیر آباد مصطفےٰ کیسل میرٹھ
۷	ناظم کلیات	〃 مولوی حاجی محمد فضل حسین صاحب زمیندار موضع کمالپور ڈاکخانہ اکبر پور ضلع کانپور
۸	ناظم تبلیغ	سید محمد عبد الحی صاحب قصبہ کوڑا جہان آباد ضلع فتحپور
۹	ناظم مال	〃 سید ساجد رضا صاحب رضوی ایم۔ اے ال ال بی ایڈوکیٹ شاہ گنج آگرہ
۱۰	ناظم تعلیم	〃 سید حسن احمد شاہ صاحب بی اے ال ال بی وکیل بیکن گنج شہر کانپور
۱۱	ممبر	〃 مولانا مولوی الحاج سید حسین احمد صاحب مہاجر مدنی شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند
۱۲	〃	〃 مولوی ڈاکٹر حکیم محمد عابد صاحب بیگم گنج کانپور
۱۳	〃	〃 قاضی عابد علی صاحب بہوری ایڈیٹر اسلام چمن گنج کانپور
۱۴	〃	〃 منشی محمد علی صاحب پنشنر حولدار واصد منزل توپخانہ بازار چھاؤنی کانپور
۱۵	〃	〃 مولوی علی حماد صاحب قصبہ محمد آباد گہنہ ضلع اعظم گڈھ
۱۶	〃	〃 مولوی سید ابو البیان صاحب قصبہ شمس آباد ضلع فرخ آباد
۱۷	〃	〃 ابو البرکات مولوی غلام مصطفےٰ صاحب حمانی سکرٹری انجمن شفیق الاسلام فرخ آباد
۱۸	〃	〃 راجہ ہادی یار خاں صاحب رئیس کوسمہ ضلع مین پوری

نمبر شمار	عہدہ	اسمائے گرامی اراکین معہ پتہ
۱۹	ممبر	جناب مولوی ظہور الحق صاحب پیش امام مسجد گدڑی بازار اٹاوہ
۲۰	"	" مولوی حکیم محمد میاں صاحب فاروقی مہتمم مدرسہ اسلامیہ امدادیہ بہادر گنج الہ آباد
۲۱	"	" سید شاہ عبدالہادی صاحب نقشبندی قصبہ کوڑا جہان آباد ضلع فتحپور
۲۲	"	" مولوی حسن الدین صاحب خاموش ایڈیٹر اخبار دلچسپ فتحپور۔ یو۔پی
۲۳	"	" مولوی حکیم سید محمد اسمٰعیل صاحب رئیس قصبہ مسوہ ضلع فتحپور
۲۴	"	" خان بہادر نذیر الدین صاحب بی۔اے ال ال بی وکیل بلیا
۲۵	"	" منشی شفاعت احمد صاحب میونسپل کمشنر و جنرل مرچنٹ اردو بازار گورکھپور
۲۶	"	" مولوی تہور علی صاحب بی۔ اے ال ال بی وکیل گونڈہ
۲۷	"	" سید محمد یونس صاحب بھٹولی کلاں ڈاکخانہ جگور ضلع لکھنؤ
۲۸	"	" مولوی حاجی محمد کرم علی صاحب قصبہ ملیح آباد ضلع لکھنؤ
۲۹	"	" مولوی ریاست حسین صاحب مہتمم مدرسہ رحمانیہ رائے بریلی
۳۰	"	" قاری محمد طاہر ابن احمد صاحب قصبہ دیوبند ضلع سہارنپور
۳۱	"	" مولوی رکن الدین احمد خاں صاحب بی۔اے ال ال بی وکیل پرتاب گڑھ
۳۲	"	" سید معشوق علی صاحب بی۔اے ال ال بی وکیل سلطان پور
۳۳	"	" شیخ مشرف حسین صاحب پروپرائٹر پرانا برف خانہ رکاب گنج لکھنؤ
۳۴	"	" سید قاسم حسین صاحب سکرٹری انجمن تبلیغ الاسلام لکھیم پور کھیری
۳۵	"	" مولوی حاجی عبدالواحد صاحب قادری عثمانی مولوی محلہ بدایوں
۳۶	"	" کنور محمد اکرام علی خاں صاحب بادری منڈی علی گڑھ
۳۷	"	" مولوی محمود الحق صاحب بی۔اے ال ال بی ایڈوکیٹ ہردوئی
۳۸	"	" مولوی سید منظم علی صاحب نجیب آبادی دارالعلوم دیوبند

نمبر شمار	عہدہ	اسمائے گرامی اراکین معہ پتہ
۳۹	ممبر	جناب مولوی سید طفیل احمد صاحب بی۔اے منگلور ضلع سہارنپور
۴۰	"	" حکیم محمد عبدالرحمٰن خاں صاحب رئیس خورجہ ضلع بلند شہر
۴۱	"	" نواب محمد فیاض خاں صاحب ایم۔ایل۔اے رئیس گھٹیا اعظم خاں آگرہ
۴۲	"	" مولوی محمد داؤد صاحب سندیلوی نئی بستی آگرہ
۴۳	"	" ملک شرف الدین احمد صاحب بی اے ال ال بی وکیل افتخار آباد کانپور
۴۴	"	" شیخ مسعود الزماں صاحب بیرسٹر ایم ال سی۔ رئیس باندہ
۴۵	"	" سید محمد کاظم صاحب ترمذی پرانی کوتوالی جھانسی
۴۶	"	" محمد اشتیاق علی صاحب سکرٹری مدرسہ دارالاصلاح اورئی ضلع جالون
۴۷	"	" سید عبدالمعبود صاحب رئیس محلہ سیدواڑہ ہمیرپور
۴۸	"	" مرزا حیدر بیگ صاحب ایم۔اے ال ال بی ایڈوکیٹ جون پور
۴۹	"	" مولوی حکیم ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب ایم۔بی بی ایس گوئن روڈ لکھنؤ
۵۰	"	" خان بہادر مولوی عبیدالرحمٰن خاں صاحب شروانی ایم ال۔اے رئیس حبیب گنج علیگڈھ
۵۱	"	" راؤ احمد سعید خاں صاحب رئیس نداؤ پور ڈاکخانہ برولی ضلع علیگڈھ
۵۲	"	" قاضی محمد عدیل صاحب عباسی بی اے ال ال بی وکیل ایم۔ایل۔اے بستی
۵۳	"	" سید اشفاق احمد صاحب قصبہ کھتیا سرائے ضلع جون پور
۵۴	"	" حافظ محمد ولی صاحب محمد علی پارک چمن گنج کانپور
۵۵	"	" حکیم احسن اختر صاحب محلہ مانک چوک متصل امام باڑہ بیگو علیگڈھ
۵۶	"	" بابو محبوب علی صاحب ہیڈ کلرک ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ کانپور چمن گنج۔ کانپور